Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN: 3007-3812 (Print) | 3007-3820 (Online)
(January-June) 2023, 1: 1 (40-60)

محی الدین جرنل آف اسلامک اسٹڈیز
(جنوری–جون ۲۰۲۳ء)، ۱:۱

سیرت طیبہ کی روشنی میں قائدین ریاست کی ذمہ داریاں: ایک تجزیاتی مطالعہ

Responsibilities of Leadership in Islamic State in the Light of Sīrah Ṭayyibah: An Analytical Study

Dr. Tayyaba Razzaq[a]

[a] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Emerson University Multan, Pakistan.

Corresponding author email: razzaqtayyaba@gmail.com

How to cite: Tayyaba Razzaq, " Responsibilities of Leadership in Islamic State in the Light of Sīrah Ṭayyibah: An Analytical Study," *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies* 1, no. 1 (2023): 40-60.

ABSTRACT

Leadership is a great quality and every utmost organizational success besides other factors owes its credit to the leader who led it to glory. Every human endeavour needs a unifying and driving force for success and that ultimately traced to good leadership. The Islamic Leadership principles practiced by the Prophet Muhammad (*Ṣallā llāhu ʿalayhi wa-sallam*) and subsequently by his Caliphs and pious followers which if practiced have provided success principles equally useful both for Muslims as well as non-Muslims. This analytical study finds out number of points in the light of Sīrah in this regard. A leader must be kind, compassionate, and forgiving towards those whom he leads. He must also consult them but once a decision has been made, then determination and courage should be the quality of a leader. On the global scene there is a need for good leaders too as today the world is mired by international conflicts and wars. There is lack of power functioning seeking guidance from the "Sīrah' which required to be restored. The Islamic Leadership Model and the principles associated with it offering an alternative which can open the door of excellence and achievement. These principles are gleaned from the Qur'ān the words of the Mighty Wise, the practice and Sīrah of Prophet Muhammad, the character and deeds of the Caliphs and other great Muslim leaders who reached the zenith of excellence.

Keywords; *Leadership, Responsibilities, Sīrah, Guidance, Rectifications*

Mention in the table a brief sketch of second author's contribution:- (only two authors allowed)

C

All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

تمہید

حضرتِ انسان کا شرف و اعجاز منصب قیادت پر اس کی سرفرازی سے وابستہ ہے۔ "في الأرض خليفة، للمتقين إماماً، وسارعوا، وسابقوا...." یہ وہ الفاظ ہیں جو باری تعالیٰ نے کتاب ہدایت میں، جو کتاب قیادت بھی ہے، میں ارشاد فرمائے ہیں۔ اس تصورِ قیادت کی ترجمانی انبیاء ورسل، صلحاء و علماء ہی نہیں بلکہ ہر مومن کے کردار کا خاصہ ہے۔ قیادت کی اسلامی روایت انسانی تاریخ کا اہم ترین ورثہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تشکیل پانے والی قیادت کے رویّوں نے اس کے معیار کو نئے افق دیے اور فن و کمال کے نئے زاویے وا کیے۔ اس کے اجزائے ترکیبی انتہائی سادہ ہیں۔ اس کی بنیاد علم پر، اٹھان ایمان پر اور اس کا اظہار اتباع کی روح میں ڈوبا ہوا ہے۔ یعنی قیادت کی بنیاد حکم دینے میں نہیں بلکہ پہلے خود حکم ماننے میں ہے۔ پاکیزگیٔ اخلاق کے آئینے میں قیادت کا کردار سورج کی روشنی کی طرح ماحول کو منور کر دیتا ہے وہ خدمت پر مسلسل مامور رہتے ہوئے ادھر ڈوبتا ہے ادھر نکلتا ہے۔ اس کا معیار وہ منہاج ہے جو بحیثیت مجموعی اس کی تشکیل دی ہوئی اجتماعیت کو خوب سے خوب تر کی جانب لے جاتا ہے اس کا نتیجہ وہ اصلاح ہے جو افراد معاشرہ، ریاست اور پوری دنیا میں پھیلی نظر آتی ہے اسلامی قیادت رضائے الٰہی سے شروع ہوتی ہے اور نصرت الٰہی پر منتج ہوتی ہے کرہ ارض کی تاریخ ایسی لازوال قیادت کی پھر متلاشی ہے۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی ریاست وجود میں نہیں آئی جس کا کوئی مذہب نہ ہو، حتیٰ کہ جو اپنے آپ کو سیکولر ریاست کہتے ہیں، ان کے ہاں بھی لادینیت کو ان کے نظام میں وہی مقام تقدس حاصل ہوتا ہے، جو اٹلی میں پائی جانے والی ویٹی کن (Vatican) یا کیتھولک ریاست میں عیسائیت کا ہے۔ اسلام محض رسم و رواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات، رویّے اور سیاست و اقتصادیات پر محیط ہے۔ یہ سب کے لیے وقار، دیانت اور عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ توحید، مساوات، آزادی اور یگانگت بھی اسلام کے بنیادی اصول ہیں، جن پر امامتِ ملّت کی اساس رکھی گئی ہے۔

فی زمانہ قومی قیادت میں باہمی اختلافات عروج پر ہیں۔ اس صورت حال نے تعمیر روک کر تخریب کو جنم دیا ہے۔ قومی قیادت کو ان بنیادی اصولوں کی ضرورت ہے جن پر متفق ہو کر اسلامی ریاستی قوتیں تخریب کے بجائے اپنی تعمیر میں لگ سکیں۔ یہ رہنماء اصول تلاش کرنا درحقیقت مشکل نہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ وجوہِ نزاع کی طرف توجہ کے بجائے اساسیات پر اتفاق ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے۔ قومی قیادت کے یہ رہنماء اصول ذرا سا زاویہ نظر بدلنے سے بآسانی اپنے مذہب میں، اپنی تہذیب میں، اپنی روایات میں تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ یہ رہنماء اصول صداقت، باہمی انصاف، اختلافات میں رواداری، منفی کے بجائے مثبت طرز عمل پر مبنی ہیں۔[1]

[1] خرم مراد، **پاکستان کے قومی مسائل تجزیہ اور حل** (لاہور: منشورات پبلشرز، 2011ء)، 152۔

قیادت معنیٰ ومفہوم

قیادت دراصل افراد کی رہنمائی کرنا، خواہ وہ افراد کا ایک گروہ ہو یا کوئی تنظیم، کوئی ملک ہو یا قوم۔ قیادت، حکمرانی کی صلاحیت، تخیلاتی قوت، جدت و اختراع یا مذہبی اثرات سے حاصل شدہ ایک نہایت اعلیٰ صلاحیت کا نام ہے جو اکتسابی نہیں ہوتی۔ قیادت بنیاد کی صورت ہوتی ہے جس پر بہت سے افراد مل کر ایک تنظیم بناتے ہیں۔ قیادت افراد کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ باہم مل کر ایک یونٹ کی طرح ایک مقصد کے لیے کام کریں۔ قیادت افراد کو رہنمائی دیتی ہے جس سے کامیابی کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔ قیادت ایک مستند اور مثبت اثر رکھتی ہے ہر درجے کے افراد کو متحد رکھنے کی تحریک دیتی ہے سوچ میں وضاحت اور عمل میں اعتماد کی قوت عطا کرتی ہے۔ ناممکن کو ممکن بنانے کا عزم پیدا کرتی ہے۔ اچھی قیادت نئی نسل میں بھی قائدانہ صلاحیت پیدا کرتی ہے۔

کامیاب قیادت میں بہترین رابطہ کار (Communication) مہارتیں بھی شامل ہیں، کہ افراد کی آراء کو سننا، لوگوں کو تحریک دینا، مسائل کو جلد حل کرنا نیز بہترین سماجی مہارتیں رکھنا۔ باہم تنازعات کی صورت میں معاملات کو حکمت سے سلجھانا ایک کامیاب قائد کے خصائص ہیں۔ گویا لیڈر شپ ایک بہت بڑی خوبی ہے آج بھی عالمی منظر نامے میں بین الاقوامی تنازعات، باہمی شکوک اور باہم خانہ جنگی میں قیادت کا رول اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے اگر رہنماء فہم و حکمت سے عاری ہو تو نہ صرف اپنے خطے کا بلکہ ساری دنیا کا امن تباہ کر سکتا ہے۔ قیادت و رہبری کی ذمہ داری بڑے فیصلوں اور اہم چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے بروقت فیصلہ لینے اور فیصلہ نافذ کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ کبھی ایک شعبہ کی اصلاح کے لیے پورے ڈھانچے کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے اور کبھی چند شعبوں میں اصلاح و فلاح کے اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں۔ یوں قیادت کا پختہ رائے اور مجموعی سوچ میں واضحیت ہونی چاہیے کیونکہ فیصلہ لینا جرات و بہادری کے اعلیٰ محاسن ہیں جن کا قیادت میں جمع ہونا کامیابی کی شرط اوّل ہے۔

دنیا میں دو طرح کے افراد ہیں ایک قائدین اور دوسرے مقتدین۔ اگر قائد نہ ہو تو افراد بے ہنگم گروہ معاشرہ ہوں گے۔ کیونکہ قائد ہی افراد کو ایک نظریہ اور مقصد سے منسلک رکھتا ہے جو کسی قوم کی بنیاد ہوا کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ بطور قائد: رول ماڈل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت و رہنمائی، انبیائے اکرام علیہم السلام کے ذریعے عطا فرمائی۔ کوئی نبی کسی خاص خطہ ارضی پر رہنماء بنا کوئی بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لیے رہنماء بن کر آیا۔ ہمارے نبی ﷺ کامل رہنماء بنا کر بھیجے گئے۔[2] جو مکارم اخلاق کا نمونہ تھے۔[3] جنہوں نے پہلی اسلامی ریاست مدینہ منورہ قائم فرما کر رہتی دنیا تک قیادت

---

[2] القرآن (3:5)۔

[3] ڈاکٹر عبدالحی، **اسوہ رسول اکرم** (لاہور: مکتبہ خلیل، 2011ء)، 43۔

کے رہنما اصول وضع فرمائے۔ایک اسلامی ریاست اپنے شہریوں کے درج ذیل حقوق کی ضامن ہے اولاً ان کے جان و مال و ناموس کی حفاظت، شخصی آزادی، رائے و مسلک کی آزادی، قانونی اور معاشرتی مساوات، بے لاگ اور بلا معاوضہ انصاف، فریاد، اعتراض اور تنقید کا حق، اجتماعی تنظیم اور نقل و حرکت کی آزادی۔[4]

گویا نبی کریم ﷺ کا سیاسی منہج اسلامی ضابطہ حیات ہے جو اجتماعی زندگی کی بھی واضح رہنمائی کرتا ہے اور پوری زندگی کو خدا کے قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے۔کچھ احکام الٰہی میں اطاعت اور کچھ سے صرفِ نظر عتاب الٰہی کا موجب ہے خواہ یہ صرفِ نظر اندرونی وحشت کی بناء پر ہو یا کسی بیرونی دباؤ اور مرعوبیت کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے ریاست کو اسلامی بنیادوں پر قائم کیا اور حکم دیا کہ حکومت اسلام کی پابند ہو اور اس کے قیام کے لیے سرگرم عمل رہے۔۔

نبی کریم ﷺ نے بطورِ قائد عملی طور پر سمجھایا کہ اسلامی ریاست میں اعلیٰ ترین حاکمیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی ہو گی۔ قرآن و سنت ملک کا اعلیٰ ترین قانون ہو گا، عدلیہ کی بالادستی کو ہر حال میں یقینی بنایا جائے گا۔ آئینی نظام کا نفاذ وجوب کے درجے کا حامل ہو گا۔ قانون کی حکمرانی اور بالادستی ہو گی آئینی و سیاسی عہدے اہل افراد کو دیے جائیں گے۔ سربراہ مملکت مسلمان ہو گا۔ عہدے امانت داروں کو سونپے جائیں گے۔ ہر شہری آئینی منصب امانت کا حامل ہو گا حکومت کا حقِ اطاعت مشروط ہو گا۔ ہر عاقل بالغ کو حق رائے دہی حاصل ہے۔اور یہ حق رائے دہی جنسی امتیاز سے ماوراء ہو گا۔ اختلاف رائے کو بنیادی حقوق کے طور پر تسلیم کیا جائے گا۔[5]

اکثریت کی رائے کا احترام کیا جائے گا۔ اسلامی ریاست منتخب اور نمائندہ حکومت ہو گی۔ حکومت کا مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے نہ کہ شخصی اقتدار۔ ریاست اور عوام کو باہم حقوق و فرائض حاصل ہوں گے۔ عوام کو سیاسی بنیادی حقوق اور مذہبی آزادی کی ضمانت دی جائے گی۔ اختیارات کی جواب دہی ریاست کے آئینی نظام کا حصہ ہو گی۔

جرات مند، مخلص اور نڈر قائد

ملکی داخلی و خارجی سلامتی اور استحکام کے لیے سب سے پہلی چیز راس العناصر، جرات مند، نڈر اور مخلص قیادت ہے، جو نامساعد حالات میں بھی قوم میں مایوسی پیدا نہ ہونے دے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی نظام از خود کلیتاً خراب نہیں ہوتا بلکہ نظام کی کامیابی اور ناکامی کا تمام تر دارومدار اس کے چلانے والوں کی لگن، خلوص نیت، دیانت داری پر ہوتا ہے اگر قائدین ریاست میں یہ خوبیاں نہ ہوں اور وہ ذاتی مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دیتے ہوں تو نظام

[4] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: پروفیسر خورشید احمد، **اسلامی نظریہ حیات**، 492۔

[5] مولانا مودودی، **خلافت و ملوکیت** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2006)، 20۔

ریاست چل نہیں سکتا اور ساتھ ہی ساتھ عوام کی بھرپور تائید وحمایت ریاستی استحکام کو دوچند بنادیتی ہے۔[6]

ایک اچھی قیادت میں درج ذیل خوبیاں ہونی چاہیں جرات وحوصلہ، ضبط نفس، صفت عدل، قوت فیصلہ، کچھ کرنے گزرنے کا جذبہ، بااخلاق، ہمدرد، ذمہ دار، معاون ومددگار نوجوان قیادت کو سامنے لایا جائے کیونکہ نوجوان زیادہ متحرک پرجوش ہوتے ہیں کم وقت میں زیادہ کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں نوجوان وزیر ومشیر کے نئے آئیڈیاز اور تجاویز سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے نیز انہیں آزادی عمل بھی دی جائے تو بہترین تعمیر وترقی کے نتائج سامنے لائے جاسکتے ہیں زندگی کے نصب العین کے لیے جدوجہد کا عزم لے کر یہ تازہ دم قیادت اسلامی ریاست کو ایک مرتبہ پھر ترقی کے عروج تک لے جاسکتی ہے آج دہشت گردی، حکمرانوں کے اللے تللے، لوٹ مار، کرپشن جیسے کلچر کا سامنا ہے۔ اس کا مقابلہ نوجوانوں کی طاقت اور صلاحیت سے ہی ممکن ہے خود عہد نبوی ﷺ میں معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بناکر بھیجنے کی مثال موجود ہے جب کہ بزرگ اکابرین موجود تھے۔

اسی طرح حضرت ابو بکرؓ نے لشکر اسامہ کو محاذ پر روانہ کیا جبکہ وہ اٹھارہ برس کے نوجوان تھے۔ حتیٰ کہ برصغیر میں حکومتی یاسیاسی طور پر اسلام کی اشاعت کا سبب بننے والا اولین رہنماء محمد بن قاسم بھی ایک نوجوان ہی تھا۔ ان مثالوں سے تاریخ ثابت کرتی ہے کہ نوجوان قیادت زیادہ پرجوش اور قابل ثابت ہوئی ہے۔

قائدین کا انتخاب

قیادت کا حق بعض افراد کو موروثی طور پر حاصل ہوتا ہے کہیں یہ صاحب دولت کو حاصل ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں مذہبی امور میں پیشوائی کی وجہ سے بھی چند افراد کو یہ امتیاز حاصل ہو جاتا تھا۔[7] یہاں تک کہ اقتدار چند خاندانوں کی اجارہ داری بن کر رہ جاتا جیسا کہ پاکستان میں سیاسی قیادت چند خاندانوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

جبکہ قومی قائدین عوام کے منتخب نمائندہ ہونے چاہئیں یعنی جمہوریت کے ذریعے لوگ سیاسی معاملات میں شریک ہو کر رائے عامہ کا اظہار کریں اس طرح اسلامی ریاست ملکی نظم ونسق رائے عامہ کی خواہشات کے مطابق ہونا چاہیے۔[8]

یہ عوامی نمائندے حکومتی معاملات میں رائے دہندگان کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ آئندہ انتخابات میں ناکامی کا خوف انہیں عوامی خواہشات کا احترام کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔[9] ہمارے ہاں سیاسی معاملات میں شخصیت پرستی کا

---

[6] سنڈے میگزین، **لمحہ فکریہ**، 14 جنوری 2016ء۔

[7] ڈاکٹر خلیل احمد، **پاکستان میں اشرافیہ کا عروج** (انٹرنیٹ سولیوشن انسٹیٹوٹ)، 352۔

[8] تفصیل ملاحظہ ہو۔ اسلم کھوکھر، **تین عظیم ڈکٹیٹر**، حصہ دوم، 164۔164

[9] Lucian W Pye, *Aspects of Political Development: An Analytic Study* (Boston: Little, Brown, 1966) 40- 41.

رجحان غالب ہے انسان فانی ہے جب کہ اداروں کی حیثیت دائمی ہے اس لیے افراد کا لگاؤ اور وفاداری افراد کے بجائے ادارے سے ہونی چاہیے۔

رہنماء۔ قومی قائدین کی ذاتی اہلیت

قومی قیادت عقیدہ کے اعتبار سے پکے مسلمان ہوں ملک میں نفاذ دین کا جذبہ رکھتے ہوں۔ ضمیر فروش نہ ہوں، دیانت دار ہوں۔[10] باصلاحیت ہوں، اہل علم و تقویٰ اور قانونی بصیرت و فہم رکھنے والے ہوں۔ عوام کی خدمت کا سچا جذبہ رکھتے ہوں بیرونی قوتوں کے آلہ کار نہ ہوں۔ کھلے عام فسق و فجور یا محرمات شرعیہ میں مبتلا نہ ہوں۔ سلیم الفکر اور نظام حکومت کے مسائل کو سمجھتے ہوں۔

قائد پیشہ وارانہ مہارت رکھتا ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو جو متعلقہ شعبہ میں پیشہ وارانہ مہارت نہ رکھتا ہو اس منصب پر مقرر نہ فرماتے۔ اسی طرح سرکاری منصب رکھنے والے قائدین کے لیے ضروری ہے کہ علم و ثقافت سے محبت کرنے والا ہو۔"فيجب أن يكونوا من أفضل الناس في العلم والدين "[11] اسی طرح ایک اور جگہ کہا گیا "إن كان الملك جاهلا و وزراءه عالمون استقام أمره و إن كان عالما و وزراءه جاهلون تفرق عليه أمره واضطرب عليه رأيه"[12] جب بادشاہ جاہل ہو اور اس کے وزراء عالم ہوں تو حکومت قائم رہتی ہے اگر وہ عالم ہو اور وزراء جاہل ہوں تو حکومت انتشار کا شکار ہو جاتی اور اس کی رائے مضطرب ہو جاتی ہے۔ جسمانی بغض سے پاک ہو تاکہ فرائض منصبی بطریق احسن سرانجام دے سکے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے بے شک اللہ نے ان کو تمہارے لئے چنا ہے کہ وہ علم و جسم میں زیادتی عطا فرمائی ہے۔[13] قومی قائدین فہم و فراست کے مالک ہونے چاہیے: ﴿ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴾ [14] لیڈر شپ کے لیے طاقت اور جوانمردی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ (إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ)[15] حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں کہا:"هو والله القوى الامين"[16]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

---

[10] محمد تقی عثمانی، **اسلام اور سیاست حاضرہ** (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 2008ء)، 9۔

[11] أبو يعلى ، محمد بن الحسين الفراء، **الأحكام السلطانيه**(بيروت : مكتبه العلمية ، 1403ھ)، 20۔

[12] الماوردی، محمد بن حسن ،**كتاب السياسة** :101.

[13] القرآن(2 : 247)۔

[14] القرآن(38: 20)۔

[15] القرآن(28:26)۔

[16] ابو جعفر ،محمد بن جریر ، **تاريخ الامم والمملوك** (بيروت: مكتبه العلمية، 1979ء)، 5۔

((كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالإمام الذى على الناس راع وهو مسئول عن رعيته)) [17] اسی طرح امانت داری وہ بنیادی شرط ہے جو سرکاری منصب پر فائز قائد کے لئے لازم ہے یہ تین چیزوں پر دلالت کرتی ہے:

۱۔ فرائض کی ادائیگی میں خوف خدا

۲۔ فرائض کی بروقت ادائیگی

۳۔ انسانوں سے کسی قسم کا خوف نہ کھانا۔[18]

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر خالد علوی اور ڈاکٹر نثار احمد نے اپنی اپنی کتب میں قائدینِ ملت کے لیے درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں امانت و دیانت داری ،مالی معاملات کی درستگی ، فصاحت و بلاغت ، شخصی و جاہت ، حکمت و فراصت ، شجاعت۔ قومی قیادت ملک و قوم سے غیر مشروط و فاداری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اہل اور دیانتدار انتظامیہ کا تقرر کرے۔ اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے حکومتی عہدوں پر، خواہ وہ عہدے چھوٹے ہوں یا بڑے، انتہائی قابل، اہل دیانت اور باصلاحیت افراد کا تقرر کرے، جو قوم کی خدمت کریں۔ بدعنوان انتظامی اہل کار کبھی بھی ملک کا وقار بلند نہیں کرسکتے۔ بلکہ ملکی سالمیت کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں کیونکہ حکومتی عہدہ ایک انتہائی اہم ذمہ داری اور امانت ہے۔[19] کوئی قیادت اگر نااہل آدمی کو منصب پر فائز کرتی ہے تو کتاب اللہ اسے خیانت قرار دیتی ہے۔ ابن تیمیہؒ اہل و مستحق شخص کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کے تقرر کو اللہ، رسول اور مومنوں سے غداری اور بے وفائی قرار دیتے ہیں۔[20]

عہد نبوی ﷺ میں عمال اور حکومتی کارندوں کا تقرر ہمیشہ ان کی ذاتی اہلیت پر اور تقویٰ پر ہوتا۔[21] نبی کریم ﷺ عمالِ ریاست کی تقرری سے قبل ان کا امتحان لیا کرتے جس کی مثال معاذ بن جبلؓ کا گورنر یمن مقرر کرنے پر کن اصولوں پر معاملات کا تصفیہ کرنے پر استفسار ہے۔[22] آگے چل کر خلیفہ راشد فاروق اعظمؓ نے تو عمال کے تقرر سے قبل کئی چیزوں کا پابند بنادیا۔

---

[17] **صحيح البخارى** ، كتاب الاحكام ، باب قوله الله تعالىٰ (اطيعو الله واطيعوا الرسول) ، رقم : 6719

[18] Kamil Muhammad Hashmi, "*Siyasih Sharia* , the Politics of Islam," The *American Journal of Islam social sciences*, no. 6 (1989): 68.

[19] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري،**صحيح المسلم** (تركيا:دار الطباعة العامرة، ١٣٣٤ھ)، باب كراهية الامارة ، 2،ج 12۔

[20] ابن تيميه ،**اساسيات الهيه**، 117

[21] امام يوسف، **كتاب الخراج** ،(بيروت: مكتبه العلمية، س ن)114۔

[22] **جامع ترمذی** ،كتاب الاحكام ، 210۔

ہمدردی خیر خواہی، غم خواری، رواداری اور امر بالمعروف

قومی قیادت پورے ملک پوری امت، بلکہ پوری انسانیت کے لیے حق، خیر اور معروف کی داعی ہو۔ قیادت کی حیثیت انسانوں کے لیے مبلغ اور معلم کی سی ہو۔ ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾[23] ریاست کے حکمران کا فرض ہے کہ اسلامی نظام زندگی کو بغیر کسی ردوبدل کے جوں کا توں قائم کریں۔ اسلام کے معیارِ اخلاق کے مطابق بھلائیوں کو فروغ دے اور برائیوں کو مٹائے کیونکہ اللہ نے اس امت کو راہِ اعتدال پر قائم رہنے والی امت بنایا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ۔[24] مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں تو ان کو روکنے میں اپنی امکانی حد تک پوری کوشش صرف کریں۔[25] اور اللہ کی حدود کو قائم کریں۔[26]

قومی قیادت اختلافات کی صورت میں باہم رواداری کا مظاہرہ کرے کسی کا اپنی رائے کو حق سمجھنا ایک فطری امر ہے مگر رائے رکھنے کے جملہ حقوق اپنے ہی لیے محفوظ کر لینا انفرادیت کا وہ مبالغہ ہے جو اجتماعی زندگی میں کبھی نہیں نبھ سکتا۔ اس کا مداوا صرف ایک صورت میں ممکن ہے کہ سب سے پہلے قائدین جو اپنے اپنے حلقوں میں اثر و نفوذ رکھتے ہوں اپنی ذہنیت تبدیل کریں خود اپنے طرزِ عمل سے اپنے زیرِ اثر لوگوں کو تحمل و برداشت اور وسعتِ ظرف کا سبق دیں۔

قائدین اتحاد ملی کے خواہاں ہوں

ایک جماعت کو ملکی اقتدار ملنے کے بعد سیاسی پارٹیوں کے مابین باہم تصادم شروع ہو جاتا ہے پارٹی سسٹم میں مستقل دو گروپ ہوتے ہیں "حزب اقتدار" اور "حزب اختلاف"، حزبِ اختلاف حزبِ اقتدار کے ہر جائز و ناجائز اقدام کو تنقید کا نشانہ نہ بنائے اسمبلی کے اندر اور باہر باہم ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالے اس سے طبقاتی اختلاف کو ہوا ملتی ہے عموماً قومی قیادت طاقت ملنے کے بعد معاشرے میں بے اتفاقی، نفرت اور مخالفت پھیلانا جائز سمجھتی ہے اسلام مومنوں کو بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔[27] اور باہم اتحاد کی دعوت دیتا ہے تا کہ تفرقہ برپا نہ ہو۔[28] انہیں ایک جسم قرار دیتا ہے۔[29] اسلام امت میں اتحاد کا علمبردار ہے قومی قیادت حزب اقتدار و اختلاف کے بجائے حزب اللہ بن کر

---

[23] القرآن(3 : 110)۔
[24] القرآن(2 : 143)۔
[25] القرآن(5 : 2)۔
[26] القرآن(9 : 112)۔
[27] القرآن (49 : 10)۔
[28] القرآن(3 : 103)۔
[29] بخاری ، محمد بن اسماعیل ، **صحیح بخاری** ، كتاب الادب ، باب رحمة الناس والبهائم ، حديث: 4011

اسلامی ریاست کو ایک امت بنانے کی خوگر ہو تاکہ ایک مثالی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آئے۔

قیادت (لیڈر شپ) بطور مقدس امانت

اسلامی نظام حکومت میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، تو حکم بھی صرف اللہ کا ہی چلے گا۔﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾[30] اقتدار و اختیار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق قومی قیادت کو حاصل ہے[31] اور یہ حق ایک مقدس امانت ہے (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا)[32] اس امانت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[33] نیز یہ کہ کسی فرد، ادارے یا لیڈر شپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خدائی قوانین میں ترمیم و تنسیخ کر سکے۔ یہ ذمہ داری اس لیے ان کے سپرد نہیں کی گی کہ اللہ کا قانونِ عدل بندوں پہ جاری کریں قانون کی پابندی اور نفاذ میں ذرا بھی کوتاہی نہ کریں[34]۔ اگر ذرہ برابر بھی خود غرضی، نفس پرستی، تعصب، جانبداری یا بد دیانتی کو دخل دیا تو اللہ کی عدالت میں سزا پائیں گے خواہ دنیا میں سزا سے محفوظ رہ جائیں۔

انسانی زندگی ایک اکائی ہے اسے مختلف خانوں میں بانٹا نہیں جا سکتا۔ دینِ اسلام زندگی کے تمام گوشوں کی جانب رہنمائی کرتا ہے اللہ کریم نے خود نبی کریم ﷺ کو اقتدار اور ریاست کے حصول کی دعا سکھائی ﴿وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا﴾[35] یعنی یا تو مجھے خود اقتدار عطا فرما یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنادے تاکہ اس کی طاقت سے میں دنیا کے بگاڑ کو درست کر سکوں۔ فواحش اور معاصی کے سیلاب کو روک سکوں اور اللہ کا قانون عدل جاری کر سکوں۔

فریضہ اقامت دین

مثالی قومی قیادت اسلامی ریاست میں اقامت دین کے لیے قرآن و سنت کا اتباع لازم پکڑے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: (عليكم بكتاب الله أحلوا حلاله و حرموا حرامه)[36] اور حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کی

---

[30] القرآن (54:8)۔

[31] سید محمد سلیم، **تاریخ نظریہ پاکستان**، (لاہور: ادارہ بقلم و تحقیق، 1995ء)، 207-209۔

[32] القرآن (59 : 7)۔

[33] القرآن (8 : 27)۔

[34] سید ابوالاعلیٰ مودودی، **حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے**؟ (کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، 1995ء)، 4۔

[35] القرآن (17 : 80)۔

[36] طبرانی، سلیمان بن احمد، **مسند الشامیین**، حدیث: 1170، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1984ء)

ہے۔[37] اقامت دین کی انجام دہی کے متعلق امام شافعی، ابن خلدون، ابن رشد اندلسی اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں اسلامی ریاست میں قیادت نیابت رسول اللہ ﷺ میں اقامت دین کا کام سر انجام دے۔ شاہ ولی اللہ نے بھی قومی قیادت کے لیے اقامت دین کی جانب عملاً متوجہ ہونے کی ضرورت کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾[38] گویا محض مملکت کی قیادت کافی نہیں بلکہ اقامت دین اور خیر و معروف کی اطاعت کا حکم اور منکرات سے منع کرنا بھی سربراہ کی ذمہ داری ہے۔[39]۔ لہٰذا اسلام میں سربراہ مملکت کے تقرر سے دو باتیں: اول اعلائے دین و تنفیذ و اشاعت شریعت دوم سیاست مدن یعنی انتظام و دفاع مملکت اور فلاح رعیت مقصود ہوتی ہیں۔

انتظام حفاظت دین و دفاع دین کا فریضہ

قومی قیادت دین کی حفاظت کا انتظام و اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ دفاعِ دین کا فریضہ بھی انجام دے۔ دین اسلام پر حملہ کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دے۔ مضبوط اسلامی ریاست کی بنیاد عسکری اعتبار سے مضبوط ہونے میں ہے قومی قیادت کی عظیم ذمہ داری، دفاعی قوت کی تیاری کے بغیر ادا نہیں ہو سکتی خود قرآن کریم نے ترغیب دلائی ہے کہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف ہر ممکنہ جہاد کے لیے تیار رہو۔[40] اور زیادہ سے زیادہ قوت اور تیار (گھوڑے) اللہ اور اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے صف آراء رکھو تاکہ دشمن کو خوف زدہ کر دو۔[41] یعنی تمہارے پاس سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army) ہر وقت تیار رہنی چاہیے تاکہ بوقت ضرورت جنگی کارروائی کر سکو۔ یہ نہ ہو کہ خطرہ سر پر آنے کے بعد گھبراہٹ میں جلدی جلدی رضاکار اور اسلحہ اور سامان رسد جمع کرنے کی کوشش کی جائے اور اسی اثناء میں کہ یہ تیاری مکمل ہو دشمن اپنا کام کر جائے۔

دین کی حفاظت میں باہم گروہی و مسلکی اختلافات کو جگہ نہیں ملنی چاہیے تعلیمات نبوی میں پارٹی بازی کے ناپسندیدہ ہونے سے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ﴾[42]

---

[37] القرآن(12 : 40)۔

[38] القرآن(22 : 41)۔

[39] مزید ملاحظہ ہو۔ مفتی محمد عبید اللہ عفیف، **فتاوی محمدیہ**، **منہج سلف صالحین** مرتب: ابو الحسن مبشر احمد ربانی، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2010)۔

[40] القرآن (16 : 71)۔

[41] القرآن (8 : 60)۔

[42] القرآن (6 : 159)۔

بلکہ باہمی الفت اور بھائی چارہ کی ترغیب دی گئی باہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے[43] اور نااتفاقی سے بچنے کا درس دیا گیا۔

بلا تفریق عدل وانصاف کی فراہمی

اسلامی ریاست کا ہر شہری خواہ امیر ہو یا غریب، کالا ہو یا گورا، عجمی ہو یا عربی عدل وانصاف سب کا بنیادی حق ہے[44] فرمان الٰہی ہے: اور جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل سے کرو۔[45] ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾[46] جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ قوانین کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ نصوص سے ثابت ہوا کہ عدل وانصاف بلا تفریق رنگ ونسل و مذہب سب کا ریاستی حق ہے۔

قائدین اور عوام کا معاشی تفاوت

ملکی قیادت پر عموماً سرمایہ دار طبقہ کی اجارہ داری ہوا کرتی ہے۔ سیاسی قوت اور اثر رسوخ کے باعث اس حاکم طبقہ کو معاشی مراعات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس معاشی قوت کے باعث حاکم ورعایا کے مابین عدم مساوات قائم ہو جاتی ہے۔ معاشی تفاوت کی وجہ سے عوام کے ریاستی حقوق کا تصور بے معنی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ہر ایک جاندار کی معیشت اس کے ذمہ ہے۔ اس عالم تشریح میں خلیفۃ اللہ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں ایک بھی فرد ایسا نہ ہو جو حق معیشت سے محروم ہو[47]۔ اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ حق معیشت میں دراندازی کر سکے جو حکومت اسی منشاء الٰہی کو پورا نہیں کرتی وہ فاسد نظام کی حامل اور نظام عدل سے منحرف ہے۔[48] اگرچہ حق معیشت میں سب مساوی ہیں مگر درجات معیشت میں مساوی نہیں۔[49] مگر یہ درجات کا تفاوت ایسے اعتدال پر قائم رہے کہ کسی حالت میں بھی وہ لوگوں کے درمیان وجہ ظلم نہ بن سکے۔ یعنی تفاوت دو طبقوں میں انسانوں کو منقسم نہ کرے کہ ایک کی ترقی دوسرے کے فقر وافلاس کا سبب بنے اور دوسرا پہلے کے معاشی اغراض کا آلہ کار بن کر رہ جائے۔ قومی قیادت بدعنوانی میں ملوث نہ ہو بلکہ بدعنوانی کا خاتمہ

[43] القرآن(3 : 103)۔

[44] ابن ہشام ،**السيرة ابن ہشام** ، 2: 62۔

[45] القرآن (4 : 58)۔

[46] القرآن (26 : 99)۔

[47] القرآن (16 : 71)۔

[48] مولانا محمد حفظ الرحمان, **اسلام کا اقتصادی نظام** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، 8، 42۔

[49] القرآن (43 : 32)۔

کرے۔﴿ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ﴾ [50] ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ﴾ [51] بد عنوانی کوئی غلط فائدہ حاصل کرنے کے لیے کسی شکل میں کوئی تحفہ یا نذرانہ دینے کو کہتے ہیں۔

قومی قیادت (لیڈر شپ) کو قانونی استثناء حاصل نہ ہو

صاحب اقتدار و اختیار کا حکومتی اختیارات کا ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرنا ایک عام سی بات بن گیا ہے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر اختیارات کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے اور بہت سے قانونی مسائل اور پیچیدگی میں عموماً استثناء حاصل کر لیا جاتا ہے جو ظلم و زیادتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کا جو شخص لوگوں کے معاملات میں کسی امر کا والی بنا پھر اس نے لوگوں کے ان امور سے نہ بچایا جن سے اپنے آپ کی اور اپنے اہل کی حفاظت کرتا ہے وہ جنت کی ہوا نہ پائے گا۔[52]

ہماری قومی قیادت کسی نہ کسی طور قانونی استثناء حاصل کر لیتی ہے۔ قومی قیادت پر بد عنوانی اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے حوالے سے جتنے کیسز بنتے ہیں، اوّل ان پر قانونی کارروائی ہوتی ہی نہیں، اور اگر ہو بھی تو قانونی استثناء لے لیا جاتا ہے۔

یکساں دینی و نظریاتی تعلیم کا انتظام

بہترین قیادت کے فرائض میں ہے کہ تعلیم کا یکساں اور آسان حصول تمام رعایا کے لیے ممکن بنائے تاکہ دین کی تعلیم کی روشنی میں ہر فرد فیض یاب ہو۔ کیونکہ اہلِ علم اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ تسلیم شدہ تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا میں وہی قومیں ابھریں جو زیور علم سے آراستہ تھیں۔ قیادت کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام الناس کی یکساں اور معیاری تعلیم کے لیے وسیع پیمانہ پر انتظام کرے کیونکہ (طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة)[53] مگر یہ تعلیم محض تجرباتی نہ ہو۔ تعلیم نظریاتی ہو جو نئی نسل کو اپنی اصل سے روشناس کرا سکے۔ قومیں اپنے نظریات کی بنا پر زندہ رہتی ہیں اپنے اسلاف کے طے کردہ نشانات منزل گم کر دینے والوں کا وجود کائنات زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرتی۔ لہٰذا تعلیم و تربیت کا التزام کرنا قومی قیادت کی ذمہ داری ہے۔

بلا تعصب قومی قیادت

نبی رحمت ﷺ نے ملی مفاد کے مد نظر پارٹی بازی اور گروہ بندی کو اسلام کا طوق گلے سے اتار پھینکنے

---

[50] القرآن (26 : 151۔ 152)۔

[51] القرآن(18 : 28)۔

[52] طبرانی ، ابو القاسم سلیمان بن احمد ، **المعجم الكبير**(بیروت : دار ا حیاء التراث ،1983)۔

[53] **صحیح بخاری**، کتاب الاحکام ،رقم الحدیث: 2130

کے مترادف قرار دیا ہے۔[54] آپ ﷺ نے پارٹی بازی کے قومی و ملی سطح پر انتہائی خطرناک نتائج کے پیش نظر یہاں تک فرمایا کہ جو آدمی قوم کی جمعیت اور وحدت کو توڑنے کے لیے الگ پارٹی بنانے اور جماعت سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو اس کی گردن اڑا دو۔[55]

اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک رہا جنھوں نے دنیا کے دوسرے انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔[56]
گویا اس سلسلے میں آخری بات یہ کہ قومی قیادت اپنی چھوٹی چھوٹی عصبیتوں کو ختم کر کے مجموعی طور پر پورے ملک وملت کی بھلائی کے نکتہ نظر سے سوچنے کی خوگر ہو[57]۔ ایک مذہبی فرقے کا اپنے ہم خیال لوگوں سے مانوس ہونا یا ایک زبان بولنے والے کا اپنے ہم زبانوں سے اور ہم علاقہ سے دلچسپی رکھنا فطری بات ہے اس کی نہ کسی طرح مذمت کی جا سکتی ہے اور نہ اس کا مٹ جانا کسی درجہ سے مطلوب ہے مگر تعصب کی بناء پر معرکہ آرائی ملک وملت کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ اگر اس کو نہ روکا جائے تو ملک وملت پارہ پارہ ہو جائیں۔

گویا قومی قیادت خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقے، زبان، نسل یا صوبے سے ہو یہ تعلق تعصب کی شکل اختیار نہ کرے کیونکہ اس قوم کی خیر کیسے ہو سکتی ہے جس کے اجزائے ترکیبی آپس میں بر سر پیکار ہوں۔

قومی قیادت (لیڈر شپ) اقرباء پرور نہ ہو

قیادت اقرباء پرور نہ ہو کیونکہ ظلم و ناانصافی کی ایک صورت اختیارات کے ناجائز استعمال کے ذریعے اقارب کے ساتھ ترجیحی سلوک کرنا اور انہیں بے جا مراعات سے نوازنا ہے۔ اسلام اقرباپروری سے منع کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا دورہ مصر تھا۔ حضرت عمرؓ نے گورنر مصر عمرو بن العاص کو خط لکھا "خبر دار! میرے خاندان کا کوئی آدمی اگر تمہارے پاس آئے تو نہ اسے تحفہ دینا، نہ سوغات، نہ اس کے ساتھ خصوصی اور امتیازی برتاؤ روا رکھنا۔"[58]

سفارشی کلچر کا خاتمہ

سفارش اور اقرباپروری وہ ناسور ہے جو اداروں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اس کلچر کے ہوتے ہوئے ہم کبھی ایک کامیاب اسلامی ریاست نہیں بن سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کلچر کی سخت مذمت فرمائی:

---

[54] ابن ابی شیبه ،عبدالرحمن بن محمد ، **المصنف** ، كتاب الفتن تحت من كره الخروج .... ، 10، 911 ۔

[55] خطی تبریزی، محمد بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ، **مشکوۃ المصابیح**، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، 1399ھ)، 31۔

[56] **تاریخ نظریہ پاکستان**، 270۔271۔

[57] **ترجمان القرآن**، جولائی 1955ء، 2:۔8۔

[58] **تاريخ طبرى**، 4: 249 ۔

﴿أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا﴾[59]

خود قرآن حکیم میں صرف خیر کے کاموں میں تعاون کا حکم آیا ہے نہ کہ معصیت و گناہ کے کاموں میں۔

اسلامی قانون سازی و شرعی قوانین کا نفاذ

عدالتوں میں شرعی قوانین کا نفاذ قیادت کے فرائض میں شامل ہے۔ ان صاحب اقتدار ان کے لیے حکم خداوندی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انہیں زمین سے اقتدار دیں تو یہ نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔[60] اسلامی ریاست کی اساس شرعی قانون سازی اور اس کا عملی نفاذ ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حاکم تم میں سے بہترین لوگ ہوں تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہم مشاورت سے طے ہوں تو زمین کی پیٹھ اس کے پیٹ سے بہتر ہے۔[61] اسلامی ریاست میں تمام معاملات شریعت کے تابع ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے دین و سیاست کے دوئی کے تصور کو ختم کیا۔ (الاسلام والسلطان أخان تو أمان لا يصلح و اخذ منهما إلا بصاحبه فاء لاسلام أس والسلطان حارس ولاأس مالا حارس له ضائع)[62]

ریاست کی قانون ساز اسمبلیاں عوام الناس کے لیے قابل فخر اور قابل احترام ادارے ہیں۔ مجلس قانون ساز کے ممبران اعلیٰ اخلاق، کردار اور شائستگی کے نمونہ ہونے چاہئیں۔ فہم و ادراک کے لحاظ سے زمان و مکان کی سرحدوں سے پار جھانکنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ تاریخ اسلامی کے سنہرے اوراق بتاتے ہیں کہ قانون سازی کے لیے نبی کریم ﷺ صرف اپنی رائے مسلط نہ فرماتے بلکہ مشاورت فرماتے اور کثرتِ رائے پر مبنی قانون سازی کی جاتی تھی۔

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[63]

گویا شورائی اصول کا التزام کیا جائے جب کہ وفاقی طرز حکومت ہو یا پارلیمان، قانون ساز اسمبلی کے ارکان کے لیے دین نے یہ شرائط دی ہیں:

---

[59] **صحیح بخاری** : باب من انتظر حتى تدفن ،2: 175 ۔

[60] القرآن(41:22)۔

[61] **جامع الترمذی** ،كتاب الفتن ،باب متى يكون ظهر الارض ،رقم الحديث: 2666 ۔

[62] سیوطی، عبد الرحمان بن ابی بکر، جلال الدین، **جامع الاحادیث**، الھمزہ مع الیاء، رقم الحدیث:1056۔

[63] القرآن(42: 38)۔

۱۔ عقائد اسلام میں رسوخ و مضبوطی ۲۔ علم دین میں رسوخ

۳۔ تقویٰ ۴۔ ملکی حالات اور سیاسیات حاضرہ میں بصیرت تامہ[64]

اس لیے مشاورت کے لیے شوریٰ (اسمبلیاں اور سینٹ) کا وجود اور انتظام چلانے کے لیے صرف اہلیت پر مبنی مشیر وزراء کے تقرر اسلام کے مطابق ہونا چاہیے۔[65]

ریاست کی کارکردگی اس کی نشوونما اور فلاح و خسران کا مدار سرکاری مناصب پر فائز افراد و کارکنان ریاست پر ہوتا ہے چنانچہ قیادت کی انتہائی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے انتظامی مناصب پر ایسے لوگوں کا انتخاب کرے جو اپنی صلاحیتوں کو درست استعمال کر کے اپنے عہدوں سے انصاف کر سکتے ہیں۔

صوبائی حقوق کی عادلانہ تقسیم

رسول اللہ ﷺ عمال حکومت، ریاست کے والیوں، حکومت کے انتظامی عہدوں اور مناصب پر تقرری کے وقت مذکور عامل، والی اور سرکاری منصب دار کے مذکورہ فریضے کو اس تحریری دستاویز میں بھی مندرج کر دیتے تھے جو تقرر کے وقت انہیں ہدایت نامہ تقرری کے طور پر دی جاتی تھی۔[66] آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے پس یہی نصیحت ہر سفیر اور قاصد کے لیے ہوتی تھی کہ تم مشورہ کر کے کام کیا کرو، لوگوں سے موافقت کیا کرو، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ، آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو۔[67] (اذ وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة) [68]جب کوئی کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کے دن کا انتظار کیا جائے۔

قومی قائدین بین الصوبائی، انتظامی عہدوں اور مناصب پر ایسے خداترس، باصلاحیت، بےلوث، پاکیزہ کردار اور مخلص افراد کا تقرر کریں جو اسلام کی روح سے واقف ہوں دین کے مزاج شناس، راہ حق میں مصائب برداشت کرنے والے تجربہ کار اور پختہ طور پر تربیت یافتہ ہوں حکومتی عہدے اور منصب کو عزت و جاہ اور کسب دنیا کے ذرائع نہ بنالیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (انا والله ولا نولی علی عملنا هذا احداً سالة و حرص علیه)[69]ہم کسی شخص کو عہدے پر مقرر نہیں کرتے جس نے اس کو طلب کیا یا حریص ہوا (ان اخوانکم عندنا

---

[64]مفتی رشید احمد، **احسن الفتاویٰ**، 6:123۔

[65] **خلافت و ملوکیت**، ص:69-70۔

[66]ابو جعفر محمد بن جریر طبری، **تاریخ الرسل والملوک** (قاہرہ، 1960ء)128-129۔

[67]عبدالحی کتانی، التراتیب الادار یہ، ترجمہ: **عہد نبوی کا نظام حکومت**، از، مولانا معظم الحق (کراچی: ادارہ القرآن، 1991ء)، 101۔

[68] **صحیح بخاری**، باب من رفع صوتہ بالعلم، 1:21۔

[69] ابوداؤدالسجستانی ، **السنن ابوداؤد** ، کتاب الخراج والامارة (کراچی : قدیمی کتب خانه ، 1969ھ) ، 2: 406۔

من طلبه)عبدالرحمٰن بن سمرة[70] ابوزر[71] کو طلب عہدہ سے منع فرمایا۔

قائد کھلی کچہری لگائے اور عوام الناس سے براہ راست (Communication) ان کے مسائل سنے اور فوری اصلاح کرے۔ نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین، عوام الناس کے مسائل حل کرنے کے لیے وقت مقرر کرتے اور ان کا حل نکالتے۔ اسی طرح قومی قیادت انتظامی امور میں ضلعی اور تحصیل کی سطح پر ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر اور ہر ادارے کا اعلیٰ افسر اپنے علاقے اور ادارے کے مسائل سے باخبر رہنے کے لیے صرف ایک دن عوام کی شکایات سننے کے لیے مختص کرے اور اس کام کے لیے کسی اضافی بجٹ کی ضرورت نہیں۔

یقینی امن وامان کا قیام

آج وطن عزیز میں امن و امان کی صورتحال انتہائی پریشان کن ہے۔ بدامنی، قتل و غارت گری، ٹارگٹ کلنگ، اغواء برائے تاوان، بم بلاسٹ، دھماکے اور خودکش حملے وغیرہ سے ہر شہری ذہنی انتشار کا شکار ہے۔ ان سب نے ریاست کے نظام کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ امن وامان کسی بھی ریاست کے لیے انتہائی اہم اور لازمی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شہر کو امن کا گہوارہ بنانے کی دعا فرمائی تھی اور مزید یہ کہ معیشت میں استواری کی دعا فرمائی۔[72]

نبی کریم ﷺ نے داخلی امن کی طرف خاص توجہ فرمائی اور امن عامہ کو خراب کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی۔

شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ

قومی قیادت شہریوں کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ جس قوم کو بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں اور فرائض کا تعین نہ کیا گیا ہو وہ کسی میدان میں مستحکم نہیں ہو سکتی۔ شریعت نے سب کی جان ومال اور عزت و آبرو کو دوسرے پر حرام کیا۔[73] کسی جان کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے حق کے بغیر قتل نہ کرو۔[74] باہم ایک دوسرے کا مال باطل طور پر مت کھاؤ۔[75] اور باہم ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔ کیونکہ بنیادی ضروریات زندگی جان ومال اور عزت کی حفاظت نیز دیگر سیاسی و سماجی حقوق فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ عہد نبوی میں یہ تمام حقوق نہ

---

[70] **صحیح البخاری**، کتاب الایمان، 2:108۔

[71] تفصیل ملاحظہ ہو۔ **کتاب الخراج**، امام ابو یوسف، 9؛ مزید تفصیل ڈاکٹر نثار احمد، **عہد نبوی میں ریاست کا نشور اور ارتقاء**، 407۔

[72] القرآن (2: 144)۔

[73] **صحیح بخاری**، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: 2123۔

[74] القرآن (17 :33)۔

[75] القرآن (2 :188)۔

صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی حاصل تھے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی حکومت میں بہت کم احتجاجی تحریکیں اٹھیں افراد معاشرہ کو بلا امتیاز حقوق مہیا کیے گئے تھے۔ چنانچہ معاشرہ میں امن کا دور دورہ تھا۔[76]

ریاستی قیادت تمام شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضامن ہوتی ہے۔ ان حقوق میں مساوات، قانون کی نظر میں برابری، معاشی وسیاسی انصاف اوراظہار خیال، عقیدہ، دین، عبادت اوراجتماعی آزادی وغیرہ شامل ہوتی ہے۔[77] اسلامی قیادت شہریوں کے ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے۔

خارجی وسرحدی استحکام

قومی قیادت داخلی استحکام کو بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام کرے بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے فنون حرب کو ترقی دی جائے تاکہ دشمن کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو۔ آپ ﷺ نے مخالفین کی دشمنانہ سرگرمیاں کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے جاسوسی کا صحیح انتظام فرمار کھا تھا۔ داخلی وخارجی امن و استحکام کے لیے دیگر ممالک سے معاہدے بھی کئے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے فوراً بعد کیے۔[78] نیز دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں اہم قبائل سے امن معاہدے کیے۔ یہ معاہدے اسلامی ریاست کے خارجی استحکام میں معاون وکارگر ثابت ہوئے۔[79] دفاعی سلامتی واستحکام کے لیے قومی قیادت نہ صرف جدید ہتھیار حاصل کرے بلکہ ملک کے اندر ایسے عسکری ہتھیار تیار کیے جانے چاہئیں تاکہ ملکی دفاع ممکن ہو۔ لیڈر شپ ملکی سیکرٹ سروس کو حتی الوسع سیاسی اثرات سے بچا کر پیشہ وارانہ مقاصد کے لیے فعال بنائے۔[80] ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ہر منصب میں طاقت اسی کے مطابق ہے۔ جنگ میں طاقت اور دل کی بہادری اور جنگوں میں اس کی چالوں کا تجربہ ہے نیز مختلف جنگی چالوں اور جنگ کی قسموں کا معلوم ہونا ہی طاقت کی دلیل ہے۔[81] وطن عزیز کا روایتی حریف جنگی جنون میں مبتلا ہے امریکہ اور بھارت کے مابین لاجسٹک اور میری ٹائم معاہدے پاکستان کے لیے باعث تشویش ہیں حالیہ دنوں میں بھارت نے اسرائیل سے 17 ہزار کروڑ ڈالر کے ہتھیار خریدنے کے معاہدے کیے ہیں پاکستان جہاں بھارت کے مقابل اپنے گھوڑے تیار رکھنے پر توجہ مبذول کیے

---

[76] **سیرت ابن ہشام**، ص:501-504۔

[77] ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، (لاہور: الفیصل ناشران، 2004ء)، 282-284۔

[78] **سیرت ابن ہشام**،، 2:318۔

[79] **طبقات ابن سعد**، 1:271۔

[80] سید عزیز الرحمٰن، وزراء مذہبی امور، **استحکام پاکستان کے لیے بہترین رہنمائی** (اسلام آباد، 1998ء)، 8، 89۔

[81] ابن تیمیہ، **السیاسة الشرعیة**، 19۔

ہوئے ہے۔ وہیں بھارت کے اسلحہ کے خبط اور جنگی جنون کو عالمی برادری کے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔

قومی قیادت کے ساتھ اخلاص اور وابستگی کا معاملہ

اسلامی ریاست میں شہریوں کی ذمہ داری ہے کہ صحیح بات قبول کریں کیونکہ معروف میں عدم اطاعت کی روش اسلامی ریاست کے مزاج کے منافی ہے۔ حکمرانوں کی اطاعت کی جائے اگر کوئی قرآن وسنت کی پیروی کرے تو ایسے حکمران کی بھی اطاعت کی جائے گی۔ مگر یہ اطاعت اور اخلاص غیر جانبدارانہ ہو۔

جو شخص حکمرانوں کے جھوٹ کو سچ ثابت کرتا پھرے اور ظلم وجور میں اس کا معاون ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ایسا شخص حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آسکے گا۔[82]

قومی قائدین پر تنقید براہِ اصلاح واحتساب کی گنجائش تو تعلیمات نبویؐ میں موجود ہے مگر محض تنقید براہِ تنقید کا قطعاً جواز نہیں اہل ایمان کو اللہ کی طرف سے ہدایت ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[83]

گویا شہریوں کی ذمہ داری ہے کہ ریاست اور قیادت کے خیر خواہ ہوں یعنی دیدہ دانستہ ایسا کام نہ کریں جو قوم کے لیے باعث نقصان ہو تخریبی سرگرمیوں سے خود بھی کلی طور پر دور رہیں اور دوسروں کو بھی نہ کرنے دیں نیز حکومتی کارندوں کو اللہ کی راہ سے ہٹنے نہ دیں۔ اگر کوئی انحراف واقع ہو تو اسے ہاتھ اور زبان سے روکیں۔[84] اور اس کی خاطر مالی اور اگر ضرورت ہو تو خود جان کی قربانی پیش کریں۔

خود احتسابی

خود احتسابی کا عمل انتہائی اہم ہے۔ احتساب اگر جرات سے کیا جائے تو ایک غیر جانب دار نقاد اور بے لاگ مؤرخ کی طرح اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کر کے ایک کامیاب قومی رہنما سامنے آسکتا ہے جو ایک کامیاب اسلامی ریاست کی تشکیل کا سبب بنے گا۔ ہمارے ملک میں حکمران سے لے کر دربان تک بے لگام ہیں احتساب اور نیب کے ادارے برائے نام چیز بن گئے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ احتساب کے عمل کو مضبوط ہونا چاہیے۔ تمام قومی قائدین کے ساتھ ساتھ حکام ذمہ دار افسران کے طرز عمل و کردار کی کڑی نگرانی ہو ان کے اثاثوں کا جائزہ لیا جائے نبی کریم ﷺ نے ابن البتیہ کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے مامور فرمایا تو واپسی پر انہوں نے کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو بطور ہدیہ ملا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں نہیں

---

[82] **محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری** (الریاض: بیت الافکار، 1998ء)، 8:713۔

[83] القرآن (5 : 2)۔

[84] **مؤطا**، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ، 1:982۔

ملا؟[85]

حکمرانوں اور قائدین کو عدالت کے سامنے جواب دہ بنایا جا سکتا ہے۔ احتساب کے لیے بااختیار عدالتیں بنائی جا سکتی جب تک مقتدر سیاسی قوتیں خود حل تلاش کرنے میں ملوث نہ ہوں، محض تجاویز سے کبھی نہیں بنے گا مگر ان کا حال یہ ہے کہ ہر ایک اپنے مؤقف پر اور روش بھی مگن اور اٹل ہے۔ ﴿وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ﴾[86] ان کے سامنے صرف ان کی خواہشات ہیں صحیح بات یہ ہے کہ بحر و بر میں فساد لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہے۔ وطن عزیز کی موجودہ قیادت پانامہ لیکس کے مقدمہ میں الجھی ہوئی ہے اور فیصلہ التواء میں پڑا ہوا ہے۔

حرف آخر

قومی قیادت کے مفادات بالعموم ملی و قومی مفادات پر ترجیح پاتے ہیں بدقسمتی سے نصف صدی سے زائد گزرنے کے بعد بھی آج تک وہ لیڈر میسر نہ آسکے جو پاکستان کو مضبوط بنیادوں پر بہتری کی طرف لے جاتے جس کے پاس زمام قیادت آئی اس نے قیمتی وسائل بے دردی سے ضائع کیے جوانوں کی جوانی بوڑھوں کی فرزانگی، اہل علم کی دانش، محنت کاروں کی محنت سب رائیگاں جاتی رہی۔ جو قدرتی وسائل تھے وہ بھی قیادت کی غفلت سے ضائع ہوئے، کھیتوں کی پیداوار کم ہوتی چلی گئی پانی کی فراہمی گھٹتی گئی، جو نئے وسائل آئے بھی تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا اور ان پر داد عیش دینے میں مصروف رہے۔[87]

طبقہ اشرافیہ کے اندر رعونت اختیارات کو اپنی ذات میں مرتکز کرنے کا رجحان، مال وزیر اور عہدے کی نمائش اور شاہی مزاج پر مبنی جاگیردارانہ ذہنیت اپنی انتہائی حدوں میں موجود ہے۔ تقریباً تمام سیاسی جماعتوں میں قیادت ایک میراث بن گئی ہے خوشامد کو پسند کیا جاتا ہے اور اسی کلچر سے لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ ہر پارٹی کے اندر لابنگ، سازشوں اور دھڑے بندی کی بنیاد پر سیاست ہوتی ہے۔ آج قوم کو متحد ہونے کی ضرورت ہے تاکہ یکسو ہو کر تمام ممکنہ مسائل و مشکلات کا حل نکالا جا سکے ذاتی تعصب سے باہر نکل کر ٹھوس حکمت عملی کی ضرورت ہے تاکہ ریاستی اور عالمی امن و سلامتی کے تحفظ کی ضمانت مل سکے۔

تجاویز و سفارشات

مخلص، باکردار اور باعمل خالص اسلامی قیادت کو قوم کے سامنے لایا جائے۔ ریاستی عہدہ داران کے لیے اہل افراد کا تقرر کیا جائے جو غیر جانبدار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھی شہرت کے حامل ہوں۔ نئی قیادت عوام میں سے

---

[85] سید سلیمان ندوی، **سیرت النبی ﷺ** (لاہور: ادارہ اسلامیات، س ن)، 2:211۔

[86] القرآن (14: 47)۔

[87] خرم مراد، **پاکستان کے قومی مسائل تجزیہ اور حل**، 151۔

منتخب کی جائے۔ قیادت منظم اور تربیت یافتہ ہونا چاہیئے۔ قیادت کی سیاسی، اخلاقی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہو۔ تاکہ ان کی تربیت اسلامی سیاسی ضابطہ اخلاق کے مطابق ہو سکے۔ لیڈر شپ جواب دہ ہو اور احتساب کا فعّال نظام موجود ہو جس میں عوام الناس کے علاوہ میڈیا اور عدلیہ بھرپور کردار ادا کر سکے۔ قیادت غیر موروثی ہو اور معیار و اہلیت یقینی بنایا جائے۔ عملی طور پر بدعنوانی میں ملوث قائدین کو آئندہ انتخابات میں نااہل قرار دے دیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔

Bibliography

1. Al-Qur'ān.
2. Abū Dāwūd, Sulaimān b. Ash'ath.Sunan Abū Dāwūd. Beirūt: Al-Maktabā al Asriah, n.d .
3. Abu Ja'far, Muhammad bin Jarīr, Tarīkh al-Ummum wa Mamluk, Beirut, 1979.
4. Abū Ya'la, Al-Ahkam al-Sultaniyyah , Beirut, Lebanon, 1403 AH.
5. Abū Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm al-Anṣārī, Kitab al-Kharaj, Beirut 1980.
6. Afif, Mufti Muhammad Ubaidullah, Fatawi Muhammadīyah, Minhaj Salaf Saleheen. Lahore: Abu Al Hasan Mubashir Ahmad Rabbani , Qudusīya Library, 2010.
7. Ibn Hanbal, Aḥmad. Mūsnad Aḥmad b. Hanbal, Beirūt: Mosasa al-Risālah, 1421 A.H.
8. Ahmad, Dr. Khalil, Pakistan mein Ashrāfiā kā Urooj , Internet Solutions Institute, 2007.
9. Al Mawardī, Muhammad bin Hasan, Kitab al-Sīyasa, 1981.
10. Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'il, Al-Jāmi'i al-Ṣaḥiḥ, Dār Ṭawq al-Najāh, 1422A.H.
11. Al-Muslim, Al-Jami' al-Muslim. Labnan: Dār -e- āhyā -ul-Trās Al- ārbi, Bayrūt,1987.
12. Al-Tirimdhī, Muḥammad ibn 'Īsā, Al Sunan, Bairūt: Dār Al-Gharb al-Islāmī, 1998.
13. Alvi, Dr. Khalid, Islam ka Muashrti Nizam. Lahore: Al-Faisal Publishers, 2004.
14. Ashraf Sharif, Aao Pakistan Lotain. Lahore: Dar ul Alam Publications, , n-d.
15. Haī, Dr. Abdul, Uswā Rasūl Akram, Maktābā Khalil, Lahore, 2011.
16. Ibn Mājah, Muhammad b. Yazīd. Sūnan Ibn Mājah. Beirūt: Dar Ahya-al-Kitab-al-Arbiah, n.d.
17. Kamali, Mhuammad Hashmī, Siyasah Shar'iyah or the Policies of Islamic Government. *American Journal of Islam and Society*, *6*(1), 1989: 59–80. https://doi.org/10.35632/ajis.v6i1.2833
18. Katanī, Abdul Haī, Al-Taratīb Al-Adarīyyah, Translation: The System of Government in the Age of the Prophet, Translated

by Maūlana Mūazzam-ul-Haq, Institute of the Qur'an, Karachi, 1991.

19. Khokhar, Aslam, Three Great Dictators. Lahore: Urdu Book.com 2000.
20. Maudūdī, Syed Abul Ala, Khilāfat wa Malukīte, Lahore: Idara Tarjaman al-Qur'an, 2006.
21. __________, Hakomat Kis Trah Kaim Honī Chahy ? Islamic Research Academy, Karachi, 1995
22. __________, Faheem ūl-Qur'an, Idara Tarmajan al-Qaan, Lahore,
23. Murad, Khurram, Pakistan' Komī Masail Ka Tajzīa or Unka Hal. Lahore: Manishūrat, 2011.
24. Pye, Lucian W, Aspects of Political Development: An Analytic Study. Boston: Little, Brown, 1966.
25. Rehman, Maūlana Muhammad Hufzur, The Economic System of Islam ka Iktisadi Nizaam, Muktaba Rahmaniya, 2002.
26. Rehman, Syed Azizur, Istahkam-i Pakistan k lai Rahnumaī , Ministers of Religious Affairs, Islamabad, 1998
27. Salim, Syed Muhammad, Tarīkh Nazriah the Pakistan, Institute of education and Research, Lahore, 1995
28. Suyuti, Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Jalal al-Din, Jama al-Ahadith, Bairūt: Dār Al-Gharb al-Islāmi, 1998AD
29. Syed Sulaiman Nadwi, Sirat-ul-Nabī (peace be upon him) Institute of Islamiat, Lahore, 2000
30. Tabarī, Abu Jafar Muhammad bin Jarīr, Tarīkh al-Rusal wal-Muluk , Cairo, 1960
31. Tabrani, Abu al-Qasim Sulaīman ibn Ahmad, Al-Mu'jam al-Kabīr , Dar al-Hiya al-Tarath, 1983
32. Tabrani, Sulaiman ibn Ahmad, Mūsnad al-Shamayiin, Hadith: 1170, Beirut, Musisat al-Rasalat, 1984
33. Tabrī, Muhammad bin Abdullah, Abu Abdullah, Mishkat ūl-Masabīh, HM Saeed Company, Karachi 1399 AH.
34. Tīrmidhī, Muḥammad b. 'Isa.Jāmi' at-Tirmidhi, Egypt: Shirkat Maktaba wa Matbā'tū Mustāfā al Bābi al Ḥalbī, 1395 A.H.
35. Usmanī, Mohammad Taqi, Islam or Sīasat Hāzira, Muktaba. Karachi: Dar-ul-'Ulūm Karachi, 2008.